اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ظلم کا خاتمہ ....قیام امن کی ضمانت

ظلم ضیاء اور نور کی ضد ہے۔ جبکہ اصطلاح عام میں **وضع الشئی غیر موضعه** کسی چیز کا غیر مستحق جگہ پر رکھ دینا کو کہتے ہیں۔ ظلم تین قسم کا ہے۔ (1) سب سے بڑا ظلم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔ ''**ان الشرک لظلم عظیم**(لقمان) ''(2) انسان دوسروں پر ظلم کرتا ہے''**انما السبیل علی الذین یظلمون الناس... الایة الشوریٰ42**'' جبکہ تیسری قسم انسان خود اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے''**قال رب انی ظلمت نفسی... (القصص16)**

قرآن حکیم میں تقریباً 190 مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ظلم کی مذمت اس کی ناپسندیدگی اور اس کے برے انجام سے آگاہ فرمایا ہے۔ ظلم پر مبنی بعض قصص اور واقعات جس میں نمرود، قارون اور فرعون کے حالات اور ان کی زیادتیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ہمیں خبردار کیا کہ کسی پر ظلم نہ کریں۔ کیونکہ ظالم کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔''**وما للظالمین من انصار**'' اور فرمایا'' **وما للظالمین من نصیر** '' اور ارشاد ہوا '' **وما للظالمین من حمیم** ''

ظلم بدترین عمل ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا۔ حتیٰ کہ ظلم کو اپنے نفس پر بھی حرام قرار دیا ہے۔ حدیث قدسی ہے۔ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے بیان فرماتے ہیں''**یاعبادی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرما فلا تظالمو... صحیح مسلم** ۔اے بندوں میں نے ظلم کو اپنے نفس پر حرام قرار دیا ہے۔ اور تمھارے درمیان بھی اسکو حرام قرار دیتا ہوں۔ آپس میں ظلم نہ کرو۔ دنیا میں ظلم وزیادتی قیامت کے دن ظلمات ہونگے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ''**اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات**

یوم القیامۃ ''اوراسی طرح مظلوم کی بدعا سے بچنے کی تلقین فرمائی۔''اتقوا دعوات المظلوم فانھا تصعد الی السماء کانھا شرار ''حضرت معاذ بن جبلؓ کوآپ نے یمن دعوت اسلام دیکر بھیجا۔بہت سی نصیحتیں فرمائیں۔جن میں سےایک یہ تھی'' اتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینھا وبین اللہ حجاب'' متفق علیہ. مظلوم کی بدعا سے بچو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ اور مظلوم دعا کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔یعنی فوراً قبول ہوجاتی ہے۔

ظلم حق تلفی اور زیادتی کا نام ہے۔کسی کا حق چھین کر غیر مستحق کو دے دینا۔ظلم کہلاتا ہے۔شرک کواسی لیے ظلم عظیم قرار دیا گیا ہے۔کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں بت،حجر،قبرحتی کہ جانوروں کو الہ معبود کا درجہ دے دیا جاتا ہے۔اوران بے جان اور مخلوق کو خالق اور اللہ تعالیٰ کے برابر لایا جاتا ہے۔اس سے اللہ تعالیٰ کے بندوں پر جوحقوق ہیں۔وہ متاثر ہوتے ہیں۔اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا۔اگر اللہ چاہے ایسے تمام لوگ جوشرک میں مبتلا ہیں۔ان پر عذاب نازل کردے۔تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔لیکن وہ رحیم وکریم اپنے بندوں کو مہلت دیتا ہے۔دنیا کو اللہ کے عذاب سے محفوظ رکھنے کے لیے از حد ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سرزمین کو شرک سے پاک کیا جائے۔تاکہ لوگ امن سے رہ سکیں۔مگر بدقسمتی دیکھیے کہ وہ ملک جو اللہ تعالیٰ کے مقدس نام پر حاصل کیا گیا۔آج شرک کا گڑھ بنا ہوا ہے۔جگہ جگہ قبر پرستی،شجر وحجر کی پوجا ہورہی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی جاتی ہے۔ایسے ملک میں کیونکر امن ہوسکتا ہے۔جہاں اللہ تعالیٰ کے خلاف کھلی جنگ ہورہی ہو۔آج پورے ملک میں لاتعداد مزار ہیں۔جن کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ان کے عقیدوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے۔ان کی حلال کمائی نذرونیاز پر لوٹی جاتی ہے۔بےعقل اور جاہل مجاور انہیں گمراہی کے اندھے غاروں میں دھکیل رہے ہیں۔اور بعض جگہ عصمت دری اور جنسی بےراہ روی کے واقعات بھی اخبارات کی زینت بنتے ہیں۔ایسی حالت میں ہم یہ امید رکھیں کہ یہ ملک امن کا گہوارہ بن جائے ناممکن۔یہ بھی عذاب الٰہی کی ایک شکل ہے کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہ کریں گے۔توان کا یہی انجام ہوگا۔قیام امن کے لیے از حد ضروری ہے کہ ظلم کا خاتمہ کیا جائے۔جس کی ابتداءان شرک کے مراکز کے خاتمے کے ساتھ ہوسکتی ہے۔

دوسرے درجے میں وہ لوگ ہیں جو بااثر ہیں۔ دولت منداور وڈیرے ہیں۔ اپنے ماتحتوں پر ظلم کرتے ہیں۔ ان کے حقوق ادانہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ لوگ اپنے حقوق کے لیے ہتھیار اٹھاتے ہیں۔ اور خون خرابہ ہوتا ہے۔ قتل وغارت ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ ہم ملک کے مختلف حصوں میں دیکھتے ہیں۔ خصوصاً صوبہ سرحد میں لگی آگ اور جلتا ہوا بلوچستان اس کی بدترین مثالیں ہیں۔ اگر وہاں کی عوام کوان کے حقوق ادا کر دیئے جائیں۔ اور ظلم بند کیا جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہاں امن نہ ہو۔

ظلم بھی رہے اور امن بھی ہو۔ یہ ناممکن ہے۔ ارباب حکومت کوان نکات پر ضرور غور کرنا چاہیے۔ ایک طاقتور کسی دوسرے پر اس لیے ظلم کرے کہ وہ کمزور ہے۔ غریب ہے کسی میدان میں بڑے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پھر اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کہ وہ خود بھی مرے گا۔ اور دوسروں کو بھی مارے گا۔ قیام امن کے لیے اس ظلم کا راستہ روکنا ہوگا۔ سیدنا ابوبکرؓ فرمایا کرتے تھے۔ کمزور میرے نزدیک طاقتور ہے۔ جب تک اس کا حق لے کر نہ دوں۔ اور طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے حق واپس نہ لے لوں۔

یہ ظلم محض زر یا زمین کے حصول میں نہیں ہے بلکہ بدقسمتی سے اس کا دائرہ مذہب اور مختلف مکاتب فکر کے درمیان بھی ہے۔ اپنی فکر عقیدہ اور نظریے کو زبردستی ٹھونسا اور اپنے مقابل مکتب فکر پر کیچڑ اچھالا جاتا ہے۔ ان کے عقائد کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ان سے وابستہ لوگوں کو دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ اکابر صحابہ کرام پر طعن وتشنیع کی جاتی ہے۔ کھلے عام یا استعاروں کے ساتھ ان کو گالی دی جاتی ہے۔ یہ سب ظلم کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ ظلم جاری رہے اور امید رکھیں کہ امن قائم ہو۔ کیسے ممکن ہے؟

اگر واقعی قیام امن چاہتے ہیں۔ اور اس کے لیے مخلص ہیں۔ تو پھر زیادہ باتیں کرنے کی بجائے صرف ایک ایجنڈے پر اتحاد کر لیں۔ اور وہ ہے۔ ظلم کا خاتمہ۔ ظلم کے خلاف ہمارا اتحاد قیام امن کی مکمل ضمانت ہوگا۔ مثال کے طور پر کسی جگہ کسی خاتون کی بے حرمتی ہوئی۔ کسی بھی آدمی کے مال وجان آبرو کو پامال کیا گیا۔ ہم یہ دیکھے بغیر کہ وہ کس مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے ساتھ پوری ہمدردی کا اظہار کریں۔ مکمل یکجہتی کے ساتھ اس سے تعاون کریں۔ اور اس وقت تک اس کا ساتھ نہ چھوڑیں جب تک اس

کو انصاف نہیں مل جاتا۔ اور ظالم کیفر کردار تک نہیں پہنچ جاتا۔

کسی بھی مکتبہ فکر کی مسجد یا امام بارگاہ میں خدانخوستہ حادثہ ہو جاتا ہے۔ ہم بلا تفریق فوراً اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے ظلم نہ صرف مذمت کریں۔ بلکہ اس کا مکمل تعاقب کریں۔ مظلوموں کا ساتھ دیں۔ اور یہ اتحاد ظلم کے خاتمے تک رہنا چاہیے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ نے نبوت سے قبل ظلم کے خلاف حلف الفضول میں بھرپور شرکت فرمائی۔ اس کا واحد مقصد یہی تھا کہ ظلم کے خلاف آواز اٹھائی جائے۔ ظالم کا ہاتھ روکا جائے۔ اور مظلوم کی مدد کی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ انصر اخاک ظالما او مظلوم ۔ کہ اپنے ظالم اور مظلوم بھائیوں کی مدد کرو۔ صحابہ کرام نے دریافت فرمایا کہ مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے۔ مگر ظالم کی مدد کیسے کی جائے؟ تو آپ نے فرمایا اسے ظلم کرنے سے روکا جائے۔

بلاشبہ اس وقت پاکستان اور پوری دنیا کا امن اگر تباہ ہوا ہے تو اس کا بنیادی سبب ظلم ہے۔ ظلم اگر ختم کر دیا جائے۔ قیام امن کی ضمانت مل سکتی ہے۔ یہ بات کسی طرح درست نہیں۔ کہ مذہب امن کے قیام میں رکاوٹ ہے۔ دنیا کے کسی خطے میں مذہب کی بنیاد پر کوئی لڑائی یا جھگڑا نہیں ہے۔ یہ جان لینا چاہیے کہ آج وہ لوگ امن وامان کے لیے خطرہ ہیں۔ جو اپنی اجارہ داری چاہتے ہیں۔ اور عالمگیریت کے قیام کے لیے جگہ جگہ ظلم کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے اس کا سب سے بڑا نشانہ مسلمان اور اسلامی ممالک بنے ہوئے ہیں۔ جہاں بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو بھی نشانہ بنا جا رہا ہے۔ اور ظلم وستم کا بازار گرم ہے۔ ایسی صورت میں وہ ان لوگوں سے کیونکر یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس ظلم کے بدلے میں پھول پیش کریں۔ اور قیام امن میں تعاون کریں۔ جن لوگوں کی جان، مال آبرو خطرے میں ہے۔ وہ اس کو بچانے کے لیے ہر وہ طریقہ اختیار کریں گے جس سے وہ محفوظ ہو جائیں۔ ورنہ جہاں انہیں موت نظر آئے گی۔ وہ خود تو مریں گے۔ مگر دوسروں کو بھی ماریں گے۔ یہ ایسا فلسفہ نہیں جس کو سمجھنے کے لیے کسی افلاطون یا ارسطو کی ضرورت ہے۔ بلکہ نہایت آسان بات ہے۔

اس لیے ہم ارباب اقتدار سے گزارش کریں گے۔ کہ وہ سب سے پہلا قدم یہ اٹھائیں کہ خود

بھی ریاستی ظلم بند کریں۔ اور جہاں کہیں ظلم ہو رہا ہے۔ بلاتفریق رنگ ونسل، مذہب اس کا خاتمہ کریں۔ ہمیں یہ عرض کرتے ہوئے کوئی عار نہیں کہ اس وقت کراچی تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے۔ متحدہ قومی موومنٹ پورے ملک میں اپنا الگ تھلگ ایجنڈا رکھتی ہے۔ ہر طرف ظلم کا بازار گرم ہے۔ لوگ یرغمال بنے ہوئے۔ ان کی جان، مال آبرو محفوظ نہیں۔ ان کے گرد بیرون ملک سے احکامات صادر کرتے ہیں۔ اگر موجودہ حکومت قیام امن کے لیے مخلص ہے۔ اور واقعی ملک کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتی ہے۔ تو بلاتفریق ظالموں کا محاسبہ کرے۔ اور مظلوموں کی مدد کرے۔ میں تمام سیاسی، دینی جماعتوں کے ارباب دانش سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ وہ صرف ایک ایجنڈے پر جمع ہو جائیں۔ کہ ہم آج کے بعد کسی ظالم کا ساتھ نہ دیں گے۔ اور ہر مظلوم کی ہر ممکن مدد کریں گے۔ میں پورے وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ چند دن میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ باقی سب کہانیاں ہیں۔

قانون کی حکمرانی!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن صلاحیتوں سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اچھائی اور برائی میں تمیز کر سکتا ہے۔ نیکی اور بدی کی پہچان رکھتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ انسان اپنے مفادات کی خاطر یا ذاتی خواہشات کی تکمیل کے لیے وہ برائی یا بدی کا انتخاب کرتا ہے۔ خود بھی تباہ ہوتا ہے۔ اور اپنے اردگرد کے ماحول کو بھی پراگندہ کرتا ہے۔ مفاد پرستوں کا ٹولہ معاشرے کے تمام شعبوں میں پایا جاتا ہے۔ اپنے مفاد کے حصول میں وہ ہر حربہ استعمال کرتے ہیں۔ کبھی کسی کے آلہ کار بن کر شب خون مارتے ہیں۔ تو کبھی مال وزر کی ہوس کے اسیر ہوتے ہیں۔ یہ گھناؤنے کردار معاشرہ میں موجود رہتے ہیں۔ ایک کے بعد کسی دوسری واردات کے لیے منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ اس لیے کہ انہیں کبھی قانون کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی ان پر فرد جرم لگا کر سزا دی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں دیکھ کر اور لوگ بھی یہی دھندہ اختیار کر لیتے ہیں۔

مثال کے طور پر کسی گھر میں چور یا ڈاکو داخل ہوتے ہیں۔ مجرموں کا مفاد اس میں ہے کہ کسی مزاحمت کے بغیر نقدی اور زیورات حاصل کر لیں۔ اور چلتے بنیں۔ جبکہ گھر والوں کا بھلا اس میں ہے کہ وہ